ہر حیثیت سے بڑی قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے۔

دریائے کابل سے دریائے یرموک تک از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، تقطیع متوسط، ضخامت ۳۰۴ صفحات، کتابت و طباعت بہتر، قیمت مجلد -/14
پتہ : مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ۔

۱۹۷۳ء (از ۳ جون تا ۲ اگست) میں مولانا نے رابطۂ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) کے ایک وفد کے امیر کی حیثیت سے مغربی ایشیا کے چھ ملکوں، افغانستان، ایران، لبنان، شام، عراق اور اردن کا دورہ کیا تھا، یہ کتاب اس سفر کی روئداد ہے، یہ سب ممالک ماضی میں تاریخ اسلام کا گہوارہ رہ چکے ہیں اور ان کی سرزمین کے چپہ چپہ پر اسلام اور مسلمانوں کے آثار و مآثر بکھرے ہوئے ہیں، مولانا نے عبرت کی آنکھ سے ان میں سے جو کچھ دیکھ سکتے تھے دیکھا اور وفد کے مقاصد کے ماتحت ہر ملک میں مسلمانوں کے مختلف طبقات سے ملاقات کی، ان کے موجودہ دینی، تعلیمی اور تہذیبی حالات، امیال وعواطف اور رجحانات کا جائزہ لیا، تعلیم کے عام مراکز اور خصوصاً دینی تعلیم کے معاہد اور مراکز کا معائنہ کیا اور ہر ملک کے افسرانِ حکومت، علما اور اساتذہ اور اکابر علم وفن سے افکار وخیالات کا تبادلہ کیا، اور جگہ جگہ عام اور خاص مجامع میں تقریریں بھی کیں، مولانا نے اس سفرنامہ میں یہ تاثرات ومشاہدات اپنے مخصوص انداز میں بحیثیت ایک دیدہ ور اور نقاد مورخ کے قلمبند کئے ہیں، اس بنا پر اس کتاب میں تاریخِ ماضی کی جھلکیاں بھی ہیں اور عہدِ حاضر میں ان ملکوں کے مسلمانوں کے دینی، سماجی، اقتصادی، تعلیمی اور تہذیبی مدوجزر اور نشیب و فراز کی سرگذشت بھی، یوں تو پوری کتاب ہی نہایت دلچسپ اور معلومات افزا ہے، لیکن خاص طور پر وہ حصہ لائق مطالعہ ہے جہاں مولانا نے ان ممالک کے تفرنج اور مغرب پرستی کا ذکر کیا ہے ان مواقع پر مولانا کے دل کا سوز وگداز ایک جوئے خون بنکر چشم قلم سے بہ پڑا ہے، لیکن شرافتِ تحریر کا یہ عالم ہے کہ سنجیدگی اور شائستگی کا دامن کہیں ہاتھ سے نہیں چھٹنے پایا ہے، اس سفر میں مولانا نے جو تقریریں کی ہیں ان میں بھی جذباتیت بالکل نہیں، بلکہ تاریخی شواہد ونظائر اور قرآن کی حکیمانہ